مولانا سید ابوذر بخاری

(ماہنامہ البلاغ، کراچی)

مؤرخہ ۲۴ اکتوبر بروز منگل کو مولانا سید ابوذر بخاریؒ طویل علالت کے بعد رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے فرزند ارجمند تھے، اور ان کی سوچ، انداز تکلم اور خطابت میں اپنے والد ماجد کی بڑی دلکش جھلک موجود تھی۔ انہوں نے خیر المدارس ملتان میں درس نظامی کی تکمیل کی، اور اس طرح حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کے علوم سے بھی استفادہ کیا۔ وہ بلا کے ذہین، حاضر جواب، اور وسیع المطالعہ عالم تھے، خطابت میں فصاحت و بلاغت انہوں نے اپنے والد سے میراث میں پائی تھی، اور انداز زندگی بھی اپنے والد کی طرح درویشانہ تھا۔ سنا گیا ہے کہ قرآن کریم کے آٹھ آٹھ پارے روزانہ تلاوت کرنے کا معمول تھا۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت تھے۔ اپنے والد ماجد کی طرح انہوں نے فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں، نیز صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ناموس کا تحفظ اور ان اساطین امت کے خلاف دریدہ دھنی کرنے والوں کی تردید ان کی زندگی کا خاص مشن تھا، اور اپنی جدوجہد میں انہوں نے بہت سی صعوبتیں جھلیں، قید و بند کے مراحل سے بھی گزرے، لیکن کوئی انہیں اپنے مؤقف سے متزلزل نہ کرسکا۔

مولانا مرحوم کا جب بھی کراچی آنا ہوا تو عموماً دارالعلوم میں تشریف لاکر خاصا وقت برابر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہم اور اس ناکارہ کے ساتھ ملاقات میں صرف کرتے۔ اپنے والد کی طرح وہ ایک باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ اور جب کبھی وہ تشریف لاتے ان کی شگفتہ محفل حاضرین کو نہال کر دیتی، انہوں نے قادیانیوں کے مرکز ربوہ میں مسلمانوں کی ایک بستی آباد کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا، اور ایک مسجد بھی تعمیر کی، جہاں وہ وقتاً فوقتاً جلسے بھی منعقد کیا کرتے تھے، کئی بار اس ناکارہ کو انہوں نے ربوہ کی دعوت دی تو میں اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے پورا نہ کرسکا۔ احقر بھی جب ملتان حاضر ہوتا تو ان سے ملاقات کی کوشش کرتا۔ اب وہ کافی عرصے سے فالج کے حملے میں مبتلا تھے، اور آخر میں زبان بھی بند ہو گئی تھی۔ اور بالآخر ۲۴ اکتوبر کو ان کی آخری منزل آپہنچی۔ اور وہ دنیا کی اس جدوجہد کو خیر باد کہہ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ مجھے مولانا کی وفات کا علم ایک ماہ سے بھی زیادہ عرصہ بعد ہوا اور اچانک ایک رسالے میں یہ خبر پڑھ کر دل کو ایک دھچکہ سا لگا۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی مغفرت فرمائیں۔ اور ان کو جوار رحمت میں درجات عالیہ سے نوازے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین۔

(مولانا جسٹس محمد تقی عثمانیؒ (البلاغ جنوری ۱۹۹٦ء ص ۵۵)

*

سید ابوذر بخاری بھی انتقال فرما گئے

(ماہنامہ تعلیم الاسلام، ماموں کانجن)

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے جانشین اور بڑے فرزند حافظ سید عطاء المنعم

(المعروف سید ابومعاویہ ابوذر بخاری) ۲۳، ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء کی درمیانی رات انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یوں شاہ صاحب نے تقریباً ۷۱ برس عمر پائی۔ برصغیر میں کون مسلمان ہو گا جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ناواقف اور نا آشنا ہو گا۔

شاہ جی کے سیاسی کارناموں دینی خدمات خطابتی معرکہ آرائیوں اور علمی رفعتوں کے بارے میں آئندہ مفصل لکھا جائے گا۔ سید ابوذر بخاری کو ۱۹۳۹ء میں خیرالمدارس جالندھری میں داخل کروایا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں انہوں نے سند فراغت حاصل کی۔ وہ نادر الوجود شخصیت کے مالک تھے۔ وہ بیک وقت مصنف، مولف، خطیب، ادیب، زعیم اور عظیم دانشور تھے۔ تقریر و تحریر کی تمام صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے ان میں بڑی فیاضی سے ودیعت فرمائی تھیں۔ وہ جب بولتے تو موتی رولتے تھے۔ جب لکھتے تھے تو پڑھنے والے عش عش کر اٹھتے۔ مبداء فیاض سے انہیں اوصاف جلیلہ خوب ملے تھے۔ وہ شیر ابن شیر تھے۔ دل کے غنی بات کے دھنی تھے۔ وہ بظاہر کم آمیز تھے لیکن جن سے راہ و رسم ہو جاتی ان سے وہ نباہ کرنا اپنی وضع داری سمجھتے تھے۔ وہ بے اصولی سے نفور اور اصول پرستی میں غیور تھے۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں وہ کسی لچک کے روادار نہ تھے۔ وہ واحد شخصیت تھے جنہوں نے قافلہ احرار کے بچے کھچے افراد کو اکٹھا کر کے اپنے عظیم باپ اور عظیم اسلاف کی یادوں کو سینے سے لگائے رکھا۔ کچھ لوگ احرار کا نام بھینا چاہتے تھے۔ کچھ لوگ تغیرات زمانہ سے متاثر ہو کر احرار سے بے زاری کا اظہار فرماتے رہے تھے لیکن سید ابو معاویہ ابوذر بخاری، مولانا عبیداللہ احرار اور ثناء اللہ بھٹہ کو ساتھ لے کر کاروان احرار اکٹھا کیا اور ان میں تنظیم واتحاد قائم کیا۔ ان کے خفتہ جذبات کو بیدار کیا اور اپنے اکابر کی عظیم یادگار سے نہ صرف بے اعتنائی نہیں برتی بلکہ ہرچہ بادہ باد کے تحت اس کا تحفظ کیا۔

بندہ کی سید ابوذر بخاری سے راہ و رسم بہت پرانی ہے۔ مولانا مجاہد الحسینی میرے جگری دوستوں میں سے ہیں، وہ شاہ صاحب کے ہم جماعت تھے۔ جب سے سید ابو معاویہ ابوذر بخاری کی شادی فیصل آباد میں ہوئی تھی، ان سے ملاقات سال میں کئی کئی مرتبہ ہو جاتی۔ حافظ صاحب نے "تاریخ احرار" چھاپنا چاہی تو اس کے پیش لفظ مولانا عبیداللہ احرار مرحوم سے لکھوانا چاہے۔ مولانا عبیداللہ احرار نے فرمایا میں تو احراری ہوں۔ احراری محرر سے زیادہ مقرر ہوتا ہے۔ فرمانے لگے یہ (اسلم سیف) آپ کے پاس بیٹھا ہے، یہ آپ کے لئے نہیں لکھ سکتا؟ مجھے حکم ہوا میں نے دونوں بزرگوں کی بات مان لی لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ وہ چند سطری تحریر نہیں ہو گی۔ برصغیر کے آخری ایام کی اسلامی تحریک کا خلاصہ ہو گا۔ کہنے لگے کوئی حرج نہیں۔ میں نے کہا پرسوں یہاں آ کر میں دے دوں گا۔ چنانچہ اکبر اعظم سے شروع کر کے قیام پاکستان تک اسلامی تحریک کے خدوخال بالاختصار میں نے مرتب کر دیئے اور وہ غالباً ۱۱، ۱۲ صفحات پر مشتمل تھے جو تاریخ احرار میں "اشارات" کے عنوان سے مولانا عبیداللہ احرار کے نام سے شائع ہوئے۔ یہ پڑھ کر وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس تحریر سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہمارے اکابر ہمیشہ دین کی سربلندی، اسلام کی عظمت اور دینی دعوت کو عام کرنے میں مشترکہ طور پر دینی خدمات بجا لاتے رہے ہیں۔ شاہ صاحب پر کئی سالوں سے فالج کا شدید حملہ ہوا اور

وہ صاحب فراش ہو گئے۔ زبان پر بھی اس کے بہت زیادہ اثرات دکھائی دیتے تھے۔ عموماً ڈاکٹروں نے عام ملاقاتوں سے منع کر رکھا تھا۔ غالباً اگست یا ستمبر کی بات ہے میں "دار بنی ہاشم" ملتان پہنچا تو محترم دوست سید عطاء المحسن شاہ بخاری سے مولانا سید ابوذر بخاری کا حال دریافت کیا تو کہنے لگے کہ ان سے ضرور مل کر جائیں زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ میرے ساتھ عزیز ملتانی اور چند طلباء تھے۔ کہنے لگے کہ شاید وہ آپ کو نہ پہچان سکیں۔ میں نے کہا کہ وہ نہ پہچانیں ہم تو پہچانتے ہیں۔ چنانچہ راقم نے اپنے نام کے ساتھ چٹ بھیج دی تو شاہ صاحب نے فوراً طلب فرمایا۔ ہماری ملاقات بھی دیدنی تھی۔ سید ابوذر بخاری نے جونہی مجھے دیکھا۔ سینے سے چمٹا لیا۔ ہم دونوں زار و قطار روتے رہے۔ تقریباً ۵، ۶ منٹ یہی کیفیت رہی۔ اس وقت یہ دکھائی دیتا تھا کہ زندگی کی پت جھڑ کا موسم شروع ہے نامعلوم کب بلاوہ آجائے۔

وہ چراغ سحر دکھائی دیتے تھے۔ افسوس یہ ہے کہ اس کے بعد کئی مرتبہ ملتان جانا ہوا۔ جب بھی ملتان جاتا ہوں تو "دار بنی ہاشم" ضرور حاضری دیتا ہوں، (کیونکہ وہاں سید عطاء المحسن بخاری، سید عطاء المومن بخاری، سید عطاء المہیمن بخاری، سید کفیل بخاری، سید ذوالکفل بخاری میں سے کسی کے ساتھ ملاقات کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے) لیکن افسوس دوبارہ سید ابوذر بخاری سے ملاقات نہ کر سکا، جس کا مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو چیچہ وطنی میں حکیم محمد رفیق کی اہلیہ کی تعزیت کے لئے حاضر ہوا تو وہاں انتقال کی خبر ملی چنانچہ عازم ملتان ہوا اور شاہ صاحب کے جنازہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہو گیا۔ وہیں پروفیسر عبدالمجید سے ملاقات ہو گئی۔ شاہ صاحب کا جنازہ ملتان کے بڑے بڑے جنازوں میں سے ایک تھا۔ اس سفر میں میرے ہمراہ مولوی محمد سعید شجاع آبادی، حافظ شبیر احمد عثمانی اور حافظ عبدالمنان ملتانی بھی تھے۔

(ماہنامہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن دسمبر ۱۹۹۵ء ص ۳۰) (قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری رحمہ اللہ)

*

حضرت مولانا سید عطاء المنعم ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(ماہنامہ نصرت العلوم، گوجرانوالہ)

گزشتہ دنوں ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المنعم ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ آپ ایک محقق عالم دین، عظیم مفکر و مدبر، مستند مؤرخ و مصنف، خوش الحان حافظ و قاری اور صاحب طرز خطیب و ادیب تھے۔ آپ ہمیشہ ختم نبوت اور ناموس صحابہؓ کی حفاظت کے لئے سر بکف رہے۔ نہ جھکے نہ بکے اور نہ ہی مصلحت کوشی کے پردے میں اپنے عظیم باپ اور حسنی و حسینی سادات کے خانوادے پر کسی کو انگلی اٹھانے کا موقع دیا۔ ادارہ نصرۃ العلوم بارگاہ رب العزت میں ملتجی ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین۔ (نصرت العلوم، گوجرانوالہ، دسمبر ۱۹۹۵ء)